رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔
(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر ◆ کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

فہرست مضامین

ایڈیٹر:۔ غلام نبی ◆ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان

جلد ۷ | مورخہ ۳۱ مئی سنہ ۱۹۲۰ء | مطابق ۱۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۹۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بخیر و عافیت ہیں ✦

ایام زیر رپورٹ میں مطلع عموماً ابر آلود رہا۔ اور اچھی بارش ہوئی۔ جس سے موسم میں کافی خنکی پیدا ہو گئی ✦

جناب حافظ روشن علی صاحب ۲۷ مئی درس دیتے ہوئے بیمار ہو گئے۔ اور تا حال (۲۹ مئی) علیل ہیں۔ احباب انکی صحت کیلئے دعا کریں۔

بنگال سے مولوی مبارک علی صاحب بی اے۔ بی۔ ٹی تشریف لائے۔ جو رمضان کے بعد انشاء اللہ ہندوستان سے باہر ایک علاقہ میں تبلیغ کے لئے جائینگے ✦

ان دنوں دار الامان میں مکانات کی تعمیر کا سلسلہ بڑے زور سے شروع ہے جس کیلئے کاریگروں کی ضرورت ہے۔ اگر کچھ احمدی معمار آجائیں تو خود بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور اپنے بھائیوں کو بھی فائدہ پہنچا سکتے ہیں ✦

نامۂ لنڈن

(نوشتہ مولوی عبد الرحیم صاحب نیر ۔ یکم مئی سنہ ۱۹۲۰ء)

ایک نارویجین لیڈی احمدی ہوئی
رچمانڈ میں لیکچرس

ہماری نئی بہن الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں میں نے "ناروے میں اسلام" کے عنوان سے بہن آمنہ ٹامسن کا خط شائع کرایا تھا۔ اور ان سے خط و کتابت ہونے، ان کے لنڈن آنے اور ملک ناروے کے اخبارات کو خطوط وغیرہ لکھنے کے ارادوں کا تذکرہ کیا تھا۔ اس قرارداد کے مطابق بہن موصوف لنڈن آئی۔ اور اسوقت احمدیہ مشن ہاؤس ۴ سٹار سٹریٹ کی معزز مہمان ہے۔ سابقہ خط کی اشاعت کے وقت گو ہماری بہن عقیدتاً مسلمان تھی۔ اور انکے قلب میں محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کی عظمت و عزت کے لئے احساس تھا۔ نیز احمدیہ مشن کے ساتھ تعلق بھی تھا۔ مگر ان کو حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی بیعت کا شرف حاصل نہ تھا۔

ان کی آمد اور یہاں کا قیام ایسا ہی دن میں ان کیلئے بیعت کی سعادت حاصل کرنے کا موجب ہوا۔ اور ہفتہ رواں میں بحیرہ جرمن کے مشرقی ساحل یعنی ملک ناروے سے ایک سفید پرندہ اڑ کر خدا کے مسیح موعود احمد نبی اللہ فداہ ابی و امی کا شکار ہوا۔ اور مسز ٹامسن کو آمنہ خاتون احمدی کے قابل رشک خطاب کی عزت حاصل ہوئی۔ الحمد للہ۔

بہن آمنہ ٹامسن ارادہ رکھتی ہیں کہ ناروے میں جو ان کی جائداد ہے۔ اور جس کا اسوقت مقدمہ ہے اور مشرقی افریقہ میں جو جائداد ہے ان کی آمد سے کچھ روپیہ ناروے میں اشاعت

احمدیت پر صرف کریں۔ اور احمدیہ لٹریچر نارویجین زبان میں شائع کر کے وہاں اشاعت اسلام کی جائے۔ کیونکہ بہن موصوفہ ذاتی تجربہ کی بناء پر کہتی ہیں کہ ناروے میں اکثر لوگ اسلام سے بہت ناواقف ہیں۔ ان کے نزدیک مسلمان بُت پرست اور نہایت غیر مہذب ناشائستہ لوگ ہیں۔ اور جو کچھ پادری صاحبان نے ان کو بتایا ہے۔ اُسے کا لوحی مانتے ہیں۔ آہ ایسی حال یورپ کے دوسرے ملکوں کا ہے۔ اور مسلمانوں کی گری ہوئی حالت نے ان خیالات کو اور تقویت دی ہے ❊

صرف مسیح موعود روشنی ہے

احباب کرام! دنیا میں اندھیرا ہے۔ ۴۰ سٹار سٹریٹ یورپ میں ایک جگہ ہے۔ جہاں سے روشنی کی کرنیں تاریک دنیا میں خدا کے نئے پیدا کردہ ذرائع کے وسط سے پہنچ رہی ہیں اور پہنچینگی۔ اب آسمان کے نیچے صرف ایک روشنی ہے۔ ایک نور خدا ہے۔ اور وہ "مسیح موعود" ہے۔ جو اس کو مانیگا۔ اُسے برکت ہو گی۔ اور جو اسے رد کریگا۔ وہ آسمان پر سے رد کیا جائیگا۔ جو اسے چھوڑے گا۔ وہ یقیناً چھوڑ دیا جائیگا۔ جو اس کے غریب خدام کو نفرت کی نظر سے دیکھیگا۔ اُسے مسیح موعود کا خدا نفرت کی نظر سے دیکھیگا۔ مچھلی پکڑنے والے انسانوں کو پکڑنے والے ہو گئے۔ چھوٹے بڑے کر دئے گئے۔ بدقسمت وہ جو مسیح موعود کے لنگر سے دور رہے۔ اور خوش قسمت وہ جو نہ صرف اس لنگر کے ٹکڑے کھانا فخر سمجھے۔ بلکہ دوسروں کو بھی کھلائے۔ یہ یقین اور یہ ایمان ہے۔ جسکے ساتھ احمدی مبلغین کام کرتے اور جس کی بنا پر وہ دنیا کو فتح کرنے کا دعویٰ اور یقین رکھتے ہیں۔ انشاء اللہ۔

رچمانڈ میں سلسلہ لیکچرس

رچمانڈ نواح لندن میں اعلیٰ طبقہ کے لوگوں سے آباد پُر فضا پُر رونق جگہ ہے۔ وہاں کے لوگوں کو پیغام حق پہنچانے کی نیت سے اس جگہ لیکچروں کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے رچمانڈ ٹائمز میں تقریروں کا اشتہار شائع کرانے کے علاوہ دس پوسٹر یعنی بڑے اشتہارات خوبصورت نیلے موٹے حروف میں رچمانڈ ٹوکنہم اور قریب کے علاقوں کی دیواروں پر چسپاں کرائے گئے اور اگر آپ عالم تصور میں انگلستان آجائیں اور رچانڈ کے بازاروں میں کسی اشتہار کی جگہ پر آپ کی نظر پڑے۔ تو آپ ذیل کی عبارت پڑھ کر خوش ہونگے :۔

Ethrington Hall
Richmond.
A sereis of Lectures
on
Islam, and the
British Empire,
will be delivered by,
Fatih Mohd: Sayal. M.A.
Qadian. Punjab. (INDIA.)
On May 3rd:, 10th:, & 20th:,
at 8 P.M.
Admission Free.
All are Cordially invited.

اتھرنگٹن ہال رچمانڈ

اسلام اور سلطنت برطانیہ پر لیکچروں کا ایک سلسلہ فتح محمد سیال ایم اے سکنہ قادیان پنجاب - انڈیا مئی کی ۳ - ۱۰ - اور ۲۰ تاریخ کو ۸ بجے شام تین لیکچر دیگو داخلہ مفت - حاضری کی درخواست

اس سلسلہ کی پہلی تقریر اپنے وقت پر نہایت قابلیت اور عمدگی سے ہوئی۔ اور مبلغ احمدیت نے پیغام حق احسن طریقے سے پہنچا دیا۔ اور زمانہ کے نبی اللہ کے فرستادہ احمد قادیانی کا احمدی رنگ میں ذکر کیا۔ انشاء اللہ ۱۰ - اور ۲۰ مئی کو باقی لیکچر بھی اپنی شان کے ساتھ ہونگے

حمیدہ باٹملے کا نامہ اخلاص

عزیزہ حمیدہ سلمہا باٹملے نے درخواست بیعت کے ساتھ ذیل کا نامہ اخلاص دربار خلافت میں بھیجا ہے

ٔو حضرت اقدس۔ میں یہ عریضہ نیاز حضور میں اس لئے لکھ رہی ہوں کہ حضور میری درخواست بیعت منظور فرما کر مجھے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی عزت بخشیں۔

میں احمدیت کی تعلیم سے اس وقت سے دلچسپی لیتی ہوئی ہوں جبکہ (وکٹوریہ اسٹیشن پر شاہ ایران کی آمد کے موقعہ پر) میں نے مسٹر نیر سے "صداقت کی طرف بلاوا" نام رسالہ لیا۔ اور پھر اس کا مطالعہ کر کے اُسے اپنے میاں کو بھیجدیا۔ میرا میاں اس رسالہ کے مطالعہ سے بہت خوش ہوا۔ اور انہوں نے فوراً مسٹر نیر سے خط و کتابت شروع کر دی۔ اور آخر وہ ایک سچا احمدی ہو گیا۔ میں بھی صدق دل سے وہی کرونگی۔ جو تمام سچے اور مخلص احمدی کرتے ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ حضور مجھے سلسلہ احمدیہ میں ایک خادمہ کے طور پر شامل فرمائینگے اور دعا فرمائینگے۔ کہ میں اس اچھے کام میں مدد ہو سکوں۔ جو مسٹر سیال اور مسٹر نیر یہاں کر رہے ہیں۔

میں ہوں حضور کی وفادار خادمہ

گرٹروڈ لیٹیا حمیدہ باٹملے

سعیدہ و فاطمہ فیتھ کی سالگرہ

اس ملک میں سالگرہ منانے اور یوم پیدائش پر بچوں کو تحائف دینے کا رواج ہے۔ عزیزہ سعیدہ فیتھ اخویم محمد سلمان فیتھ کی بڑی لڑکی کا یوم پیدائش ۱۸ - اپریل کو تھا۔ اتفاق حسنہ سے شیخ فضل کریم صاحب کا مرسلہ "رومال" جو بابو عزیز الدین صاحب بمبئی سے ساتھ لائے تھے۔ عین سالگرہ کے دن سعیدہ کو پہنچا رومال لیکر بھولی سعیدہ نے کہا۔ Allah knew it was my Brith day.

"اللہ کو معلوم تھا کہ آج میری سالگرہ ہے"۔ ۲۲ مئی کو اخویم موصوف کی چھوٹی لڑکی فاطمہ کی سالگرہ تھی۔ ایسے ہی بچوں کے ننھے قلب پر اثر ڈالنے کے لئے اخویم موصوف کے گھر پر گئے۔ اور ننھی فاطمہ اسکے والدین اور بہن بھائیوں کیلئے دعا کی ❊

متفرق تبلیغ

رسالہ برٹن اینڈ انڈیا میں "دوشاہی سیاسیات" کے عنوان سے مولوی فتح محمد سیال کا ایک نہایت قابلیت سے لکھا ہوا مضمون شائع ہوا ہے۔ مے ڈے یعنی یکم مئی کو یہاں کے مزدوروں نے شاندار جلوس نکالے اور مظاہرے کئے۔ موقعہ کو غنیمت سمجھ کر احمدی لٹریچر کی ایک مقدار انہیں تقسیم کر دیگئی ❊

تلاش عزیز

میرا ایک بھائی عرصہ ایک سال سے گم ہے۔ جس کی عمر قریباً تیس سال ہے۔ پیشہ معماری۔ قد درمیانہ۔ داڑھی چھوٹی چھوٹی۔ رنگ سانولا۔ نام احمد دین۔ سکونت گوجرانوالہ قوم کشمیری۔ اسکے بعض کے والد اور نیز اس کا لڑکا بھی فوت ہو گئے ہیں۔ اگر کسی صاحب کو اس کا پتہ ہو تو براہ کرم مجھ کو اطلاع دیں اور اجر اللہ تعالیٰ سے پائیں۔ والسلام۔ راقم محمد دین احمدی

[illegible]

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)

الفضل

قادیان دارالامان - ۳۱ مئی سنہ ۱۹۲۰ء

حضرت مسیح موعود کے الہامات پر مخالفین کے اعتراض اور اُن کے مُدلّل جواب

(۱۸)

"اِعْمَلْ مَا شِئْتَ فَاِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَکَ"

(از مولوی فضل الدین صاحب وکیل)

البشریٰ جلد ا صفحہ ۴۶ کے حوالہ سے اہل حدیث نے حضرت مرزا صاحب کا الہام "اِعْمَلْ مَا شِئْتَ الخ" نقل کر کے لکھا ہے۔ کہ اس الہام سے آیات اللہ کی تکذیب ہوتی ہے۔ اور قرآن مجید سے ثابت ہے کہ مفتری علی اللہ اور مکذب بآیات اللہ بہت بڑے ظالم ہیں۔

اس حملہ کا جواب یہ ہے کہ الہام "اِعْمَلْ مَا شِئْتَ" جس پر معترض نے اعتراض کیا ہے۔ سب سے اول حضرت مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۶۱ میں شائع ہوا ہے۔ اس الہام کو درج کرتے وقت حضرت مرزا صاحب نے خود یہ تشریح فرما دی تھی۔ کہ اس الہام کا "یہ مطلب نہیں کہ منہیات شرعیہ تجھے حلال ہیں۔ بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ تیری نظر میں منہیات شرعیہ مکروہ کئے گئے ہیں۔ اور اعمال صالحہ کی محبت تیری فطرت میں ڈالی گئی ہے۔ گویا جو خدا کی مرضی ہے۔ وہ بندے کی مرضی بنائی گئی۔ اور سب ایمانیات اس کی نظر میں بطور فطرتی تقاضا کے محبوب کی گئیں" اس سے ظاہر ہے کہ الہام کا جو مطلب معترض نے لیا ہے۔ اور پھر اس پر اعتراض کیا ہے صحیح نہیں۔ الہام کی اس تشریح کی مؤید حضرت مسیح موعود کی وہ تقریر بھی ہے۔ جو الحکم جلد ۷ نمبر ۱۳ صفحہ ۴ میں شائع ہوئی تھی۔ جس میں حضور نے فرمایا ہے کہ "سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ جب یہ **موت** (کہ انسان کی اپنی ہوا و ہوس پر پوری **فناء** طاری ہو کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت رہ جائے۔ اور وہ یہاں تک ترقی کرے کہ کوئی جنبش اور حرکت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی نہ ہو) انسان پر وارد ہوتی ہے۔ تو سب عبادتیں ساقط ہو جاتی ہیں۔ اور پھر خود ہی سوال کرتے ہیں۔ کہ کیا انسان اباحتی ہو جاتا ہے۔ اور سب کچھ اس کے لئے جائز ہو جاتا ہے؟ پھر آپ ہی جواب دیا ہے۔ کہ یہ بات نہیں۔ کہ وہ اباحتی ہو جاتا ہے۔ بلکہ بات اصل یہ ہے کہ عبادت کے اثقال اس سے دُور ہو جاتے ہیں۔ اور پھر تکلف اور تصنع سے کوئی عبادت وہ نہیں کرتا۔ بلکہ عبادت ایک شیریں اور لذیذ غذا کی طرح ہو جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور مخالفت اس سے ہو سکتی ہی نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا ذکر اس کے لئے لذت بخش اور آرام دِہ ہو جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے۔ جہاں کہا جاتا ہے۔ "اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ" (جو کچھ چاہو کرو) **اس کے یہ معنے نہیں ہوتے۔** کہ نواہی کی اجازت ہو جاتی ہے۔ نہیں بلکہ وہ خود ہی نہیں کر سکتا۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ کہ کوئی خصّی ہو اور اس کو کہا جائے۔ کہ تو جو مرضی ہے۔ کر۔ وہ کیا کر سکتا ہے۔ اس سے فسق و فجور مراد لینا۔ کمال درجہ کی بے حیائی اور حماقت ہے۔ یہ تو اعلیٰ درجہ کا مقام ہے جہاں کشف حقائق ہوتا ہے۔ صوفی لکھتے ہیں۔ اسی کے کمال پر الہام ہوتا ہے۔ اس کی رضاء اللہ تعالیٰ کی رضا ہو جاتی ہے۔ اس وقت اسے یہ حکم ملتا ہے" اور پھر اسی کے مطابق آپ اپنی ایک تقریر مندرجہ اخبار الحکم نمبر ۱۴-۱۵ جلد ۸ صفحہ ۲ میں فرماتے ہیں کہ یہی وہ مقام ہے۔ جو مقام امن کہلاتا ہے ...... مگر یاد رکھو۔ یہ مراتب بھی وہبی ہیں۔ کوشش سے نہیں ملتے۔ اور انسان کامل اسی مقام پر ہوتا ہے۔ صوفی کہتے ہیں۔ جب تک محبت ذاتی نہ ہو جاوے۔ ایسی محبت کہ بہشت اور دوزخ پر بھی نظر نہ ہو۔ اس وقت تک کامل نہیں ہوتا۔ اس سے پہلے اس کا خدا بہشت اور دوزخ ہوتے ہیں۔ لیکن جب وہ اس مقام پر پہونچ جاتا ہے۔ تو پھر اس کے لئے اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ (جو چاہو۔ کرو) کا حکم ہوتا ہے۔ کیونکہ اُنکی رضا خدا کی رضا ہوتی ہے۔ جب تک یہ حال نہ ہو اندیشہ ہوتا ہے کہ نیکی ضائع نہ ہو جائے۔"

حضرت مسیح موعود کی یہ تشریحات بتاتی ہیں کہ الہام "اِعْمَلْ مَا شِئْتَ فَاِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَکَ" کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کو منہیات شرعیہ کی اجازت دیگئی ہے۔ اور آپ کے لئے سب کچھ کرنا جائز ہو گیا ہے۔ بلکہ حقیقی اور صحیح مطلب اس الہام کا یہ ہے۔ کہ تمام نواہی اور منہیات شرعیہ آپ کی نظر میں مکروہ کر دیگئی ہیں۔ اور تمام اعمال صالحہ کی محبت آپ کی فطرت میں ایسے طور پر رکھ دی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا آپکی رضا ہو گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں آپ ایسے فنا ہو گئے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کے احکام کی مخالفت آپ سے ہو ہی نہیں سکتی۔ ایک اور مقام پر توبہ کے متعلق تقریر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:۔

"جب خدا تعالےٰ رجوع برحمت فرماتا ہے۔ اس کے بعد انسان گناہ پر قابو نہیں پاتا۔ اور یہی وہ حالت ہوتی ہے جس کے لئے حدیث میں آیا ہے۔ کہ ایک شخص گناہ کرتا ہے۔ اور پھر توبہ کرتا ہے۔ پھر گناہ کرتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک لمبے سلسلہ کے بعد خدا توبہ کرتا ہے (خدا کی توبہ یہ ہے کہ وہ رحمت سے رجوع کرتا ہے) اور اسے کہتا ہے کہ "اِفْعَلْ مَا شِئْتَ فَاِنِّیْ غَفَرْتُ لَکَ" یعنی تو اب جو چاہے کر۔ میں نے تجھے معاف کر دیا۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ تو بُرے کام بھی کر۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ میں نے تیری سرشت ہی کو بدل دیا ہے۔ اب تو بدی کرنے کی قوت ہی نہیں رکھتا۔ اس کی ایسی مثال ہے۔ کہ ایک بدنظری کرنیوالے کی آنکھیں نکال دی جائیں۔ اور پھر اس کو کہا جاوے کہ تو اب جا۔ بدنظری کر۔ خدا تعالیٰ اس کے گناہ کی قوتوں کو ہی سلب کر دیتا ہے۔ بدر کی لڑائی میں جب صحابہ نے اپنے صدق اور وفا کو ظاہر کیا۔ تو رسول اللہؐ نے ان کو فرمایا "اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ" (کرو جو چاہو)

یہ ایک مقام اور درجہ تقویٰ کا ہوتا ہے۔ اسوقت وہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کر ہی نہیں سکتا۔" دیکھو الحکم جلد ۶ نمبر ۱۱ صفحہ ۶ و ۷ +

اس تقریر سے بھی ظاہر ہے کہ الہام "اِعْمَلْ مَا شِئْتَ فَاِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَکَ" کا وہ مطلب نہیں ہے۔ جو مخالف لوگ بیان کرتے ہیں۔ بلکہ صرف یہ مطلب ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے گناہ کی قوتوں کو ہی آپ سے سلب کر دیا ہے۔ اور آپ تقویٰ کے اس درجہ پر پہونچ گئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف آپ سے کوئی حرکت ہو ہی نہیں سکتی۔ اب اس کے بعد بھی اگر معترض کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کے الہام "اِعْمَلْ مَا شِئْتَ" سے آیات اللہ کی تکذیب لازم آتی ہے۔ تو معترض کو ماننا پڑے گا کہ صحیحین (مسلم و بخاری) کی وہ حدیث بھی جھوٹی ہے۔ جسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔ "لَعَلَّ[1] اللّٰہَ اطَّلَعَ عَلٰی اَھْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَکُمُ الْجَنَّۃُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ" یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر پر ظاہر ہوا۔ پھر فرمایا کہ کرو تم جو چاہتے ہو۔ واجب ہوگئی تمہارے لئے جنت۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے تم کو بخشدیا۔ حالانکہ تمام مسلمان مانتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔ اور اہل بدر کو ایسا ہی فرمایا گیا تھا۔ پھر صحیح مسلم کتاب التوبہ میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے روایت کی۔ کہ ایک بندے نے گناہ کیا اور کہا کہ یا اللہ میرا گناہ بخشدے۔ پروردگار نے فرمایا۔ میرے بندے نے گناہ کیا۔ وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک مالک ہے۔ جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے۔ پھر اس نے گناہ کیا اور کہا اے مالک میرے میرا گناہ بخشدے۔ پروردگار نے فرمایا میرے بندے نے ایک گناہ کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے۔ جو گناہ بخشتا ہے۔ اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے۔ پھر اس نے گناہ کیا اور کہا اے پالنے والے میرے میرا گناہ بخش دے۔ پروردگار نے فرمایا میرے بندے نے گناہ کیا۔ اور یہ وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پکڑتا ہے او بندے اب تو جو چاہے کر میں نے تجھے بخشدیا۔ اب معترض کو چاہیئے۔ کہ اس صحیح حدیث کا بھی انکار کر دے۔ کیونکہ اس حدیث میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس بندہ کو یہ الہام کیا تھا۔ "اِعْمَلْ مَا شِئْتَ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکَ" کہ اے بندے اب تو جو چاہے عمل کر میں نے تجھے بخشدیا۔ افسوس کہ ہمارے مخالفین اپنی ناواقفی کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب پر ایسے حملے کرتے ہیں۔ جس سے قرآن و حدیث کی بھی تکذیب لازم آتی ہے۔ جسکے ماننے کا ہمارے مخالفوں کو بھی دعویٰ ہے۔ حالانکہ فرقہ اہل حدیث کے مقتداء حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی اپنی کتاب فیوض الحرمین میں لکھ چکے ہیں[1] کہ "بہت سے اولیاء اللہ کو بھی اس قسم کے الہامات ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے تکلیف شرعی معاف کی۔ تمہیں اختیار ہے چاہے عبادت کرو چاہے نہ کرو" چنانچہ شاہ صاحب لکھتے ہیں:۔ "حضرت قبلہ گاہ صاحب نے اپنی حکایت بیان کی۔ مجھ سے کہ ان کو بھی یہ الہام ہوا۔ اور انھوں نے اللہ سے دعا کی۔ کہ مجھ پر شرع کی تکلیف قائم رہے۔ اور انھوں نے سوا شروع کے نہ اختیار کیا ان کا مذہب یہ تھا تکلیف شرعی معاف ہونے کا کسی سے جب تک عاقل بالغ ہو۔ میں نے انہیں دیکھا۔ الہام کو بھی حق جانتے تھے۔ اور اپنے مذہب کو بھی حق اور اسکی تطبیق میں متحیر تھے۔ اور جناب عموی صاحب نے اپنا حال بیان کیا۔ کہ ان کو الہام ہوا۔ کہ تکلیف شرعی معاف کی۔ اگر چہ تم سے ڈر کر عبادت کرو۔ تو ہم نے تم کو دوزخ سے نجات دی۔ اور جنت کے واسطے عبادت کرو تو ہم نے جنت کا وعدہ کر لیا۔ تم کو داخل کرینگے۔ اور ہماری رضا کو عبادت کرو۔ تو ہم راضی ہیں۔ کبھی غصہ نہ کرینگے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا الٰہی میں تیری عبادت کسی شے کے لئے نہیں کرتا۔ سوا تیرے۔ اور وہ قدس سرہ مائل تھے اس طرف کہ کاملوں سے ساقط ہو جاتی ہے تکلیف اور اللہ تعالیٰ قائم کر دیتا ہے۔ ان پر فرائض شریعت ان کے بے اختیار کے اور ایسا ہی بہت اولیاء سے روایت کیا گیا ہے" اور اس کے بعد حضرت شاہ صاحب مرحوم نے فیوض الحرمین صفحہ ۴۴ میں وہی بات تحریر فرمائی ہے۔ جو حضرت مرزا صاحب بیان فرما چکے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"میرے نزدیک اس میں یہ بھید ہے۔ کہ انسان جب اتباع احکام شریعت کے ذریعہ ایمان بالغیب سے ایمان علی البینہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے تو پاتا ہے۔ ان عبادات اور اتباع احکام شرع کو اپنے دل میں مثل بھوک اور پیاس کے جن کے ترک پر وہ قادر نہیں ہوتا۔ اور کچھ معنے نہیں۔ اس شخص کے ساتھ تعلق تکلیف کے۔ اس لئے کہ وہ تو اس کی جبلت ہے۔ جس پر وہ پیدا کیا گیا ہے"۔ یعنی عبادت کے اثقال اس سے دور ہو جاتے ہیں۔ اور پھر تکلف اور تصنع سے کوئی عبادت نہیں کرتا۔ بلکہ عبادت ایک شیریں اور لذیذ غذا کی طرح ہو جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور مخالفت اس سے ہو سکتی ہی نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا ذکر اس کو لذت بخش اور آرام دہ ہوتا ہے۔ اور اس کی سرشت ایسی بن جاتی ہے کہ بدی کے کرنے پر قادر ہی نہیں ہو سکتا۔

امید کہ معترضین ہر دو احادیث نبویہ کے ساتھ جو اوپر بیان کی گئی ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے اس حوالہ پر بھی غور کرینگے۔ جس کا خلاصہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اور اپنی اس ناحق کوشش سے باز آئیں گے۔ جس سے وہ حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں کام لے رہے ہیں۔

۱؎ عینی شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ لَعَلَّ کا لفظ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے کلام میں وقوع کے معنے میں آتا ہے۔ اور مسند احمد اور ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ میں حضرت ابوہریرہ کی روایت سے جزم اور یقین کے لفظوں کے ساتھ یہ حدیث یوں بھی آئی ہے۔ "اِنَّ اللّٰہَ اطَّلَعَ عَلٰی اَھْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ" دیکھو عینی جلد ۸ صفحہ ۱۵۸۔ مطبوعہ مصر۔ منہ

۱؎ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے رسالہ فیوض الحرمین کے صفحہ ۴۳-۴۴ میں اس حوالہ کی اصل عربی عبارت درج ہے۔

"ہمدم" سے دو دو باتیں

روزانہ معاصر "ہمدم" لکھنؤ نے اپنے خاص عنوان "دو دو باتیں" کے ماتحت ۲۵ مئی کے پرچہ میں ہمارے متعلق خامہ فرسائی کی ہے۔ جسے ہم اسی اخبار میں دوسری جگہ درج کرتے ہیں۔ چونکہ معاصر موصوف نے تعریض کے رنگ میں بعض چوٹیں بھی کی ہیں۔ اس لئے ہم ان کے جواب میں کچھ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے مذہبی جوش کا ذکر کرتے ہوئے معاصر موصوف نے حضرت مرزا صاحب کو جنہیں ہم مسیح موعود اور خدا کا سچا پیغمبر یقین کرتے ہیں "نام نہاد پیغمبر" کہا ہے۔ اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ معاصر موصوف کی نگاہ میں حضرت مرزا صاحب کا وہ درجہ نہیں۔ جس پر خدا تعالیٰ نے انہیں فائز کیا۔ کوئی تعجب انگیز بات نہیں۔ ہاں تعجب اس بات کا ہے کہ ایک طرف تو معاصر موصوف جماعت احمدیہ کو ایک "نام نہاد پیغمبر" اور ان کے خلفاء راشدین" کی تعلیمات میں "شغف" رکھنے والا قرار دیتا ہے۔ اور دوسری طرف اس جماعت کے "مذہبی جوش" کا نمونہ اسے آج سے تیرہ سو سال قبل کے مسلمانوں میں ہی جاکر ملتا ہے جیسا کہ وہ ہمارا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے "موجودہ مسلمانوں کے اسلاف میں بھی پہلے ایسا ہی جوش تھا" پھر اس کے ساتھ ہی وہ جماعت احمدیہ کے مذہبی جوش کے ساتھ دوسرے مسلمانوں کی حالت کا مقابلہ کرنے کا وہ وقت بتاتا ہے جبکہ احمدیوں پر بھی تیرہ سو سال کا عرصہ گذر جائے۔ اس سے بھی ظاہر ہے۔ کہ معاصر موصوف اپنی بے تعصب آنکھ سے جماعت احمدیہ میں وہی جوش دیکھ رہا ہے۔ جو آج سے تیرہ سو سال قبل مسلمانوں میں پایا جاتا تھا۔

ہم پوچھتے ہیں۔ اگر ایک "نام نہاد پیغمبر" کو مان کر ایسا ہی جوش پیدا ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں کے اسلاف میں" آج سے تیرہ سو سال قبل پیدا ہوا تھا۔ تو کیا ان اسلاف نے جس پیغمبر کو مانا تھا۔ اسے بھی معاصر موصوف "نام نہاد پیغمبر" کہیگا۔ اگر نہیں تو پھر "ایسا ہی جوش" ہم احمدیوں میں دیکھ کر کیوں کر اس برگزیدہ خدا کو "نام نہاد پیغمبر" کہا جا سکتا ہے۔ جس کو ہم نے قبول کیا ہے۔ اور جس نے اپنی قوت قدسی سے ہم میں ویسا ہی جوش پیدا کر دیا ہے۔ جیسا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماننے والوں میں پیدا کیا تھا۔ معاصر موصوف کو نہایت ہی ٹھنڈے دل سے اس پر غور فرمانا چاہیئے۔

معاصر موصوف نے کچھ ایسے طریقوں اور کوششوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جن کا ہم اسکے نزدیک "عام مسلمانوں کے سیاسی معاملات کی مخالفت میں خفیہ و علانیہ اظہار کرتے رہتے ہیں" اس کے متعلق ہم صرف اتنا کہدینا کافی سمجھتے ہیں کہ "سیاسی معاملات" جب تک ہمارے مذہبی امور سے نہ ٹکرائیں اور تبلیغ اسلام کے راستہ میں روکاوٹ کا باعث نہ ہونے والے ہوں۔ ہم ان کو اپنے عملی پروگرام سے خارج سمجھتے ہیں لیکن جب کوئی ایسا موقعہ آپڑے۔ اسوقت ہمیں مجبوراً وہی کرنا پڑتا ہے۔ جس کی ہمیں مذہب اجازت دیتا ہے۔ اور یہ تو معاصر موصوف کو بھی ہمارے "مذہبی جوش" کو مدنظر رکھ کر کہنا چاہیئے کہ ہمیں مذہب کے مقابلہ میں کسی بات کی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے۔

لنڈن میں مسجد احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا گیا ہے۔ کہ "یہ احمدی حضرات سات سمندر پار پہونچ کر اپنی تفرقہ پسندی کو ترک کردیں۔ اور عام اہل اسلام کے لئے مسجد کے استعمال میں کوئی روک ٹوک قائم نہ کریں" افسوس! تفرقہ پسندی کا الزام خواہ مخواہ ہم پر لگایا گیا ہے کیا معاصر موصوف اس قسم کی کوئی ایک ہی مثال پیش کر سکتا ہے۔ کہ ہم نے کبھی اپنی مسجد سے "عام مسلمانوں" کو نماز پڑھنے سے روکا ہو بفضل خدا بیسیوں مقامات پر ہماری مسجدیں موجود ہیں جو ہر ایک عبادت گذار کے لئے کھلی ہیں اور انفرادی طور پر لوگ ان میں عبادت کر سکتے ہیں۔ اور کیوں نہ کھلی رہیں۔ جبکہ ہم اس خیر البشر سید ولد آدم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لیوا ہیں۔ جس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ انک لعلی خلق عظیم۔ اور جس نے اپنے خلق کا ایسا ثبوت دیا کہ عیسائیوں کو خاص اپنی مسجد میں عبادت کرنیکی اجازت دیدی۔ اسی اسوہ کی پیروی ہم اپنے لئے فخر سمجھتے ہیں۔ برخلاف اسکے "عام مسلمانوں" کا اس معاملہ میں ہمارے ساتھ جو سلوک ہے۔ غالباً معاصر موصوف اس سے ناواقف نہ ہوگا۔ ہمارے آدمیوں کو جبراً مسجدوں میں عبادت کرنے سے روکا جاتا ہے۔ اور عدالتوں میں مقدمے چلائے جاتے ہیں۔ چنانچہ آجکل بھی مارشیس میں ہمارے خلاف اسی قسم کا ایک مقدمہ چل رہا ہے۔ کیا معاصر موصوف سات سمندر پار کے متعلق بلاضرورت وکالت کرنے کی بجائے اپنے وطن میں کوشش کریگا کہ عام مسلمان احمدیوں کو مسجدوں میں عبادت کرنے میں" کوئی روک ٹوک قائم نہ کریں"

احمدیہ مشن لنڈن کی مرسلہ فہرستوں پر اعتماد کے متعلق معاصر موصوف نے "اگر" کی شرط لگائی ہے۔ غالباً اس کی نظر سے جناب مفتی محمد صادق صاحب کا وہ چیلنج نہیں گذرا۔ جو انہوں نے ان لوگوں کو دیا تھا۔ جنہوں نے ولایت میں احمدیت کی سریع ترقی کو حسد کی نظر سے دیکھ کر فہرستوں کو ناقابل اعتبار ٹھہرانے کی چال چلی تھی اور یہ کہا تھا کہ جس کے متعلق شک ہو۔ ان سے دریافت کر لیا جائے۔ خدا کے فضل سے ہمارے مبلغ اشاعت اسلام کی غرض سے گھربار چھوڑ کر سات سمندر پار بیٹھے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے سوا اور کسی سے اجر کے متوقع نہیں ہیں تو انہیں کیا ضرورت ہے کہ جھوٹی فہرستیں بھیجیں۔

معلوم نہیں معاصر موصوف نے یہ توقع کس بنا پر کی کہ "اس آزاد ملک انگلستان کی خواتین پر احمدی مشن کی طرف سے وہ پابندیاں عائد نہ کی گئی ہونگی۔ جو ہندوستان میں احمدی لڑکیوں پر عائد کی جاتی ہیں کہ غیر احمدی مسلمانوں کے ساتھ انکی شادیاں ممنوع قرار دیجاتی ہیں" جب ہم مذہبی طور پر ایک احمدی لڑکی کا نکاح غیر احمدی لڑکے سے جائز نہیں سمجھتے۔ تو یہ توقع رکھنا فضول ہے۔ کیا معاصر ہمدم ہمارے مذہبی جوش کو صحابہ کرام کا سا جوش قرار دیتا ہوا سمجھتا ہے کہ ہم ان کے نقش قدم پر نہیں چلینگے۔ اور انگلستان کی بے جا آزادی سے متاثر ہو جائینگے۔

آخر میں ہم ان کثیر التعداد اصحاب سے جنکے نزدیک معاصر ہمدم کی رائے خاص وقعت رکھتی ہے۔ دریافت کرتے ہیں کہ کیا وہ نہیں چاہتے کہ انہیں بھی مذہبی جوش پیدا ہو جائے۔ جو انکے اسلاف میں پایا جاتا تھا اور جس کا پتہ اگر کہیں لگتا ہے تو آج سے تیرہ سو سال قبل کے زمانہ میں جاکر لگتا ہے۔ اگر چاہتے ہیں اور ضرور چاہتے ہیں۔ کیونکہ اسی کے ذریعہ دنیا میں اسلام کی ترقی اور اشاعت ہو سکیگی تو کیوں وہ بھی جماعت احمدیہ میں داخل نہیں ہو جاتے جس کے متعلق اخبار

خطبۂ جمعہ

اعتصام بحبل اللہ

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۷- مئی ۱۹۲۰ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ :-

منتظمین مسجد سایہ کے متعلق

پیشتر اس کے کہ میں اصلی مضمون شروع کروں - قادیان کی کمیٹی کے ممبروں اور دوسرے منتظموں کی توجہ مسجد کی طرف پھرانا چاہتا ہوں - ہماری جماعت کی دینی کوششوں کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے - اور ہم لوگ لنڈن میں مسجد بنانا چاہتے ہیں - مگر میں کہتا ہوں - کیا یہاں کی مسجد اس بات کی مستحق نہیں کہ اس کی طرف توجہ کی جائے - مدت سے سائبان پھٹے ہوئے ہیں اور کافی بھی نہیں - اور آج کل دھوپ میں کھڑا ہونا بہت مضر ہے - آج کہ ابھی لوگ زیادہ نہیں آئے - پھر بھی سایہ میں ان کے بیٹھنے کی جگہ نہیں - اس کے دو ہی نتیجے ہیں - یا تو لوگ دھوپ کے خوف اور بیماری کے ڈر سے مسجد میں آنا چھوڑ دیں - یا آئیں اور دھوپ میں کھڑے ہو کر بیمار ہوں - مگر ہم یہ دونو باتیں نہیں چاہتے - نہ یہ چاہتے ہیں - کہ لوگ مسجد میں آنا چھوڑ دیں - نہ یہ کہ وہ بیمار ہوں - پس میں منتظمین کو توجہ دلاتا ہوں - کہ اس کا بہت جلد انتظام ہونا چاہیئے - تاکہ لوگ آرام سے سایہ میں بیٹھ سکیں +

اتحاد و اعتصام بحبل اللہ میں فرق اور ذریعہ حصول

اس کے بعد میں اسی مضمون کو شروع کرتا ہوں - جو میں نے پچھلے دو تین جمعوں سے شروع کر رکھا ہے - میں نے بیان کیا تھا - کہ ہماری زبان بلکہ عربی میں بھی جس کو اتفاق کہتے ہیں - اس کے لئے قرآن کریم میں اجتماع اور اعتصام کے الفاظ ہیں - واقعہ میں اعتصام نام درست ہے - کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ لوگوں میں کہاں تک میل پیدا ہو سکتا ہے - میں نے بتایا تھا - کہ اتفاق اور اتحاد کے وسیع معنے دنیا میں ممکن نہیں - اتحاد و اتفاق کے معنے ہوتے ہیں کہ اقوام کا ہر رنگ میں ایک ہو جانا - لیکن یہ بعید از عقل ہے - باوجود اس کے اتفاق و اتحاد میں اتنی دلکشی ہے - کہ ہر ایک قوم اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے - قرآن کریم نے اعتصام اس کا نام رکھا ہے - اور اجتماع بھی رکھا ہے - یہ دونوں باتیں عقلاً محال نہیں اسطرح متفرق مذاق کے لوگوں کا جمع ہونا - یہ آسان ہے - - - - - - - - مگر یہ بھی نہیں ہو سکتا - جب تک کوئی چیز نہ ہو - جس پر جمع ہو سکیں - اور جو جوڑنے اور جمع کرنے والی ہو - کاغذ کو لکڑی پر چسپاں کرنے کے لئے ایک تیسری چیز کی ضرورت ہوتی ہے - لکڑی کے تختے نہیں جڑ سکتے - جب تک کسی اور چیز کے ساتھ ان کو نہ جوڑا جائے - لکڑی کی میز کرسی نہیں بن سکتی - جب تک ان متفرق لکڑیوں کو جمع کرنے کے لئے تیسری چیز نہ ہو - پس اس طرح انسانوں میں بھی ممکن نہیں کہ جب تک ایک تیسری چیز ان کو جوڑنے والی نہ ہو وہ جمع ہو جائیں - جھاڑو کے تنکے آپس میں پورے طور پر جڑے ہوئے نہیں ہوتے - اگرچہ وہ جمع ہوتے ہیں - آخری کو درمیانی سے بعد ہوتا ہے لیکن ایک درخت کی شاخیں آپس میں جڑی ہوتی ہیں - کیونکہ ان سب کا ایک تنے سے تعلق ہوتا ہے - اور تنا ان کو خوراک پہنچاتا ہے - اسی طرح جھاڑو کی سینکوں کا آپس میں اور زیادہ تعلق ہو سکتا ہے - اگر ان کو ایک رسی میں پرو دیا جائے - قرآن کریم نے اس حقیقت کو واضح کیا - اور یہ نہیں کہا - کہ تم جڑ جاؤ - یا ایک ہو جاؤ - بلکہ فرمایا **واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً** - تم سب ایک رسے کو پکڑ لو - جب اس رسے سے سب کا تعلق ہو گا - تو تم سب میں تعلق ہو جائے گا - لوگ رسہ کھینچتے ہیں - اور دونوں طرف سے زور لگاتے ہیں - اور ہر ایک زور لگانے والے کے زور کا اثر سب پر پڑتا ہے - تو ایک تیسری چیز سے وابستگی اختیار کر کے آپس میں جڑ سکتے ہیں - یہ گر اسلام نے اتفاق کے متعلق بتایا ہے +

اعتصام کس طرح ہوتا ہے

اب آؤ ہم دیکھیں - کہ کس طرح اعتصام ہوتا ہے - سب سے بڑا اتفاق بھائیوں بھائیوں میں ہوتا ہے - کچھ آدمی ہوتے ہیں - کہ ان میں اور آدمیوں کی نسبت آپس میں زیادہ محبت اور پیار ہوتا ہے - اب ہمیں یہ دیکھنا ہے - کہ ان میں یہ محبت اور پیار کس طرح ہوا جب ہم اس کی وجہ دریافت کرتے ہیں - تو معلوم ہوتا ہے - کہ ایک رشتہ ہے جس نے ان کے آپس کے تعلق کو اوروں کی نسبت زیادہ بڑھا دیا ہے - اور وہ رشتہ ماں باپ کا ایک ہونا ہے پھر ایک دادا کی اولاد میں زیادہ محبت ہوتی ہے - کیونکہ ان میں بھی ایک رشتہ اور تعلق ہے - پھر اس سے آگے قومیت کا رشتہ ہوتا ہے - بھائیوں کی نسبت کم لیکن اور لوگوں کی نسبت زیادہ - اور جگہوں میں تو نہیں - ہندوستان میں پیشوں . . . . کی بھی ذاتیں ہوتی ہیں - یہاں اگر کوئی سید یا مغل یا پٹھان یا کوئی اور قوم کا آدمی سقے یا موچی کا کام کرنے لگے - تو وہ سقہ یا موچی ہی کہلائے گا - اور یہ اس کی ذات سمجھی جائیگی پیر آج کل سٹرائیکیں ہو رہی ہیں - اور اس میں مزدور شامل ہو رہے ہیں - اور ان کو جوڑنے والی چیز ان کا پیشہ ور ہونا ہے - بھائیوں کا آپس میں جو تعلق ہوتا ہے - وہی مفہوم ایک حد تک اقوام میں بھی نظر آتا ہے - مغل کہلانے والے ایک موقعہ پر جمع ہو جائیں گے - سید جمع ہو جائینگے - اس لئے کہ وہ ایک ایک دائرہ میں ہیں - جتنا قریب کا تعلق ہو گا - اتنی ہی محبت - زیادہ ہو گی - اور جتنا دور کا اتنی ہی کم - سیدوں کے سیدوں کے ساتھ اور مغلوں کے مغلوں کے ساتھ جمع ہونے کی کیا وجہ ہے - یہی کہ ان کی ایک نسل ہے - پھر یہ تعلق اقوام سے بڑھ کر ملکوں پر اثر ڈالتا ہے - مثلاً ہندوستانی یا انگریز - اگر کوئی ہندوستانی یہ سنے کہ کسی انگریز نے کسی ہندوستانی سے بُرا سلوک کیا ہے - تو وہ بغیر اس بات کی تحقیقات کئے کہ زیادتی کس کی ہے - انگریز کے خلاف ہو جائے گا - یا اگر کوئی انگریز سنے - کہ کسی ہندوستانی نے انگریز سے بُرا سلوک کیا - تو وہ تحقیق کئے بغیر ہندوستانی ہی کو الزام دے گا + پس یہ قدرتی امر ہے - کہ ہندوستانی ہندوستانی کی طرفداری کرے گا - اور انگریز انگریز کی - اس کی وجہ یہ ہے - کہ ہر ہندوستانی ہندوستان سے وابستہ ہے - اور ہر انگریز انگلستان سے - اس سے معلوم ہوا کہ کوئی رشتہ ہونا چاہیئے - جس سے لوگ متحد ہوں - اور جوں جوں یہ رشتہ دور ہوتا جائے گا ان کا تعلق بھی کم ہوتا جائیگا +

ملانیوالی ایک ہی چیز ہے

پس بھائیوں میں جو

اتفاق دیکھا۔ قوموں میں جو اتحاد نظر آیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اتفاق و اتحاد پیدا کرنیوالی یہی ایک چیز دنیا میں ہے پھر جب اس سے بھی وسیع نظر کی جاتی ہے۔ یعنی نوع کا آپس میں تعلق ہوتا ہے۔ اگر ایک انسان پر کوئی جانور حملہ کرے۔ تو دوسرا انسان اس کی مدد کریگا۔ اور پھر انسانوں سے گذر کر جانوروں میں بھی یہ بات ہوتی ہے۔ کہ اگر کوئی بھیڑیا کسی انسان پر حملہ کرے۔ تو دوسرا بھیڑیا بھیڑیے پر حملہ نہیں کریگا۔ بلکہ انسان پر لپکیگا۔ پس تمام دنیا میں اتفاق کا ذریعہ ایک ہی ہے۔ کہ کوئی چیز ایسی ہو جو سب کو جوڑنے والی ہو ؛

قرآن حبل اللہ ہے قرآن کریم فرماتا ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ۔ تم اللہ کے رسّے کو پکڑ لو۔ اس سے تم میں اتفاق و اتحاد پیدا ہو جائیگا۔ اس سے ہمیں ایک تو یہ معلوم ہوا۔ کہ اتفاق کسی ایک چیز کو پکڑنے سے ہوتا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ وہ تعلق جتنا دُور ہوتا جاتا ہے۔ اتفاق میں کمی آتی جاتی ہے۔ اور اعلیٰ درجہ کا ذریعہ اتفاق وہی ہو سکتا ہے۔ جو ہر زمانہ میں موجود رہے یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن کریم نے یہ نہیں کہا کہ تم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پکڑ لو۔ گو آپ کا پکڑنا لازمی ہے۔ بلکہ فرمایا کہ اللہ کی رسی کو پکڑ لو۔ اور اللہ کی رسی قرآن کریم ہے۔ اور اسلامی تعلیم ہے۔ جو ہر زمانہ میں موجود ہے۔ اور اسی کو انسان پکڑ سکتا ہے۔ اور یہ حبل اللہ ہر زمانے اور ہر ملک کے لئے اللہ کی طرف سے پھینکا گیا ہے۔ جب تک اسکو پکڑے رہو گے نہیں گرو گے۔ اور اگر ایک گریگا۔ تو اس کا اثر دوسروں پر پڑے گا۔ پھر جدھر کو رسہ جھکیگا ادھر سب کو جھکنا پڑیگا۔ اگر ایک کپڑا دو آدمی اوڑھے ہوئے ہوں اور اس کو آگ لگ جائے۔ تو ایک ہی کا نقصان نہ ہوگا بلکہ دونوں کا ہوگا۔ گویا اس رسہ کے پکڑنے پر ہم اس بات کے لئے مجبور ہو گئے۔ کہ آپس میں ایک دوسرے سے ہمدردی کریں کیونکہ اگر ایک خراب ہو گا۔ تو دوسرے پر بھی اس کا اثر پڑیگا۔ اور اگر رسہ ٹوٹیگا تو سب گرینگے پس اعتصام ہی ہے جو حقیقی اتحاد قائم کرتا ہے۔ پس اتفاق کیلئے حبل اللہ کی ضرورت ہے۔ اور یہ ذریعہ ہمارے ہی اختیار میں ہے یہ نیچرل اور طبعی ذریعہ اتفاق پیدا کرنے کا ہے۔ اسکے سوا کوئی ذریعہ نہیں اگر سامان کیا ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو

حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے

چند سوالات کے جواب

چند دن ہوئے۔ ایک معزز اور تعلیم یافتہ صاحب نے چند سوالات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیجے تھے۔ حضور نے ان کے جو جواب لکھوائے وہ ذیل میں ناظرین کرام کے استفادہ کے لئے درج کئے جاتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

مذہب کے معاملہ میں ایک دوسرے کو جھٹلانا

پہلا سوال ایک شخص مذہب پر غور و خوض کر کے ایک نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ اور اسی کے مطابق عمل کرتا ہے۔ دوسرا شخص بھی ہمہ وجوہ غور کر کے کسی اور مختلف نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ اور اپنے اعتقاد کے مطابق عمل کرتا ہے۔ انہیں ایک دوسرے کو جھٹلانے کا کیا حق ہے۔

جواب اگر اس سوال کا یہ مطلب ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کو جھوٹا کیوں کہتے ہیں۔ تو ایسا فعل واقعہ میں نادانی پر مبنی ہے۔ جھوٹ نیت اور ارادہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ کسی شخص کا ہرگز کوئی حق نہیں کہ دوسرے کو جھوٹا سمجھے۔ جب تک کہ اس سے کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو۔ جس سے اس کی نیت اُسے معلوم ہو جائے۔ اور پھر کسی جھوٹے کو جھوٹا کہنا بغیر اس کے کہ اس کو جھوٹا کہنے کا حق حاصل ہو۔ یا اس میں دنیا کو کوئی فائدہ پہونچتا ہو گالی ہے۔ اور گالی دینا شرفاء کا کام نہیں ہے اور اگر آپ کا یہ مطلب ہے۔ کہ مختلف خیالات کے لوگ آپس میں ایک دوسرے کو غلطی پر کیوں سمجھتے ہیں۔ تو اس میں بھی دو صورتیں ہیں۔ یا تو دو مختلف خیالات کسی نتیجہ پر پہنچنے کے دو مختلف ذرائع ہیں۔ اگر ایسا ہے۔ تو پھر کسی فریق کو حق حاصل نہیں کہ دوسرے کو غلطی پر سمجھے کیونکہ اگر ایک جگہ تک پہونچنے کے دو رستے ہیں۔ اور دونوں مساوی ہیں۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ایک دوسرے کو ملامت کرے کہ اس نے دوسرا راستہ کیوں اختیار کیا اور یہ بات سوائے فتنہ کے اور کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی یا پھر اختلاف کسی چیز کی صداقت یا حقیقت کے متعلق ہو گا۔ اس صورت میں لازمی بات ہے۔ کہ ہر ایک شخص اپنے مخالف خیالات کے آدمی کو غلطی پر سمجھیگا۔ کیونکہ اضداد جمع نہیں ہو سکتے مثلاً ایک شخص کا خیال ہے کہ خدا ہے اور دوسرے کا خیال ہے کہ نہیں ہے۔ اب یہ دو باتیں ایک وقت میں درست نہیں ہو سکتیں۔ ضرور ہے۔ کہ انہیں سے ایک غلط ہو۔ پس جو شخص سمجھتا ہے کہ خدا ہے۔ وہ مجبور ہے۔ کہ اس شخص کو غلطی پر خیال کرے۔ جو کہتا ہے۔ کہ خدا نہیں ہے۔ اور اسی طرح اس کے برعکس۔ یا مثلاً ایک شخص سمجھتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں۔ اور ان کے مانے بغیر نجات نہیں۔ اور ایک دوسرا شخص خیال کرتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ۔ آپ خدا پر افترا کرتے تھے۔ تو یہ دونو شخص ایک دوسرے کی تصدیق نہیں کر سکتے اسی طرح تمام عقائد اور اعمال میں جو فروعات کے متعلق نہیں بلکہ اُصول کے متعلق ہیں۔ اور جو صرف دو ہی شقیں رکھتے ہیں یعنی یا سچے ہو سکتے ہیں یا جھوٹے۔ ان کے متعلق جب بھی اختلاف ہو گا۔ ایک فریق کو دوسرے کے متعلق غلط راہ پر ہونے کا یقین رکھنا پڑیگا۔ ہاں اس یقین کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پھر دو صورتیں ہیں اگر تو وہ اختلاف ایسے فروعات کے متعلق ہے۔ جن کا اثر انسان کی روحانیت یا انسان کے اخلاق پر کچھ نہیں پڑتا۔ یا بہت ہی خفیف پڑتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی باہمی اختلاف بھی ہو۔ تو اس اختلاف کو دبانا اس کے اظہار کرنے کی نسبت بہتر ہو گا۔ اور اگر وہ اختلاف ایسے امور میں ہے۔ جن کا اثر روحانیت اور اخلاق پر بہت زیادہ پڑتا ہے۔ اور جنمیں ایک فریق کھلی کھلی صداقت کا انکار کر رہا ہے۔ تو پھر اس کی خیرخواہی اور فائدہ کے لئے عمدہ اور شریفانہ طریق پر اس کو اس کی غلطی پر متنبہ کرنا ایک مستحسن اور اچھا فعل ہوگا کیونکہ اگر یہ شخص اس کو اس کی غلطی پر متنبہ نہیں کریگا۔ تو وہ ان فوائد سے محروم ہو جائیگا۔ جو دوسری صورت میں

اس کو حاصل ہوتے - ہاں اس تنبیہ میں یہ بات مدّ نظر رکھنی ضروری ہے - کہ درندوں اور وحشیوں کی طرح دوسرے کی ذلّت اور حقارت کرنے کے لیئے اس سے کلام نہ کرے - بلکہ اگر واقعہ میں اس کی ہمدردی اور محبت اس کو نصیحت کرنے کی محرک ہے - تو اس طریق کو اختیار کرے *

اسلام دُنیا کا آخری مذہب ہے

دوسرا سوال آپ نے بدلائل ثابت کیا تھا - کہ دنیا کا آخری مذہب اسلام ہے - مگر جب اسلام میں ہمیشہ فرقہ بندی ہوتی رہتی ہے - اور صرف ایک ہی فرقہ اسلام سچا ہوتا ہے - تو آخری مذہب کا سچا اسلام ہونا ناممکن معلوم ہوتا ہے -

جواب اس میں کوئی شبہ نہیں - کہ اسلام میں فرقہ بندی ہوتی رہی ہے - لیکن اصول اسلام کے متعلق کبھی بھی فرقہ بندی نہیں ہوئی - نہ اصول ایمان کے متعلق اور نہ اصول اعمال کے متعلق - بلکہ اصول کے چسپاں کرنے کے متعلق بھی آج سے پہلے تیرہ سو سال کے عرصے میں کبھی اختلاف نہیں ہُوا - ہاں اس زمانہ میں جب کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک مامور اسلام کی تعلیم کی طرف مسلمانوں کو پھیر لانے کے لیئے آیا ہے - اس پر ایمان لانے میں بیشک ایک اصولی اختلاف ہُوا ہے - لیکن یہ اختلاف اصول میں نہیں - بلکہ توفیق اصول میں ہے - یعنی یہ اختلاف نہیں - کہ نبیوں کو ماننا چاہئے کہ نہیں - بلکہ یہ اختلاف ہے - کہ مرزا صاحب نبی ہیں یا نہیں - مرزا صاحب نے جو کچھ باتیں پیش کی ہیں - وہ ان کو نبی کر کے پیش نہیں کرتے - بلکہ قرآن و حدیث سے استدلال کر کے پیش کرتے ہیں - پس باوجود اختلاف کے اسلام کے آخری سچا مذہب ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا - اسلام کے اصول ایسے واضح اور مفصّل ہیں - کہ عقل و خرد سے کام لیتے ہوئے انسان ان سے دور جا ہی نہیں سکتا - اگر ان کے متعلق اختلاف ہوگا - تو ہمیشہ جزوی ہوگا *

رسم ختنہ میں حکمت

تیسرا سوال ختنہ وغیرہ بے فائدہ رسوم اب تک اسلام میں کیوں جاری ہیں - .. .. - مرزا صاحب نے ان رُسوم کی طرف کیوں توجہ نہیں کی -

جواب اس سوال کا جواب مذہبی طور پر مجھ کو دینے کی ضرورت نہیں - طب خود اس کا جواب دے دیتی ہے - اسلام کا کوئی حکم بے فائدہ نہیں - اس کے متعلق میں آپ کو انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد ۶ ایڈیشن ۱۱ کا حوالہ سناتا ہوں -

"As regards the non retule use of male circumcision it may be added that in recent years medical profession has been responsible for its considerable extension among other than jewish children, the operation being recommended not merely in cases of melformation but generally for reasons of health."

"ختنہ کے غیر مذہبی رواج کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ گذشتہ سالوں میں طبی پیشہ یہودی بچوں کے علاوہ دوسروں میں بھی اس کی بہت سی اشاعت کا ذمہ وار ہے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی سفارش صرف اسی صورت میں نہیں کیجاتی - جبکہ عضو تناسل کی بناوٹ میں نقص ہو - بلکہ عام صحت کے لیئے بھی کیجاتی ہے"

پس یہ بات طبی طور پر پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے - کہ بہت سی بیماریوں سے ختنہ سے نجات ہو سکتی ہے - بلکہ بچوں کی ہلاکت میں اس کے ذریعہ سے بہت سی کمی واقع ہو جاتی ہے - ایک واقعہ میں آپ کو قادیان کا سناتا ہوں یہاں ایک ہندو خاندان ہے - جو جموں کی ریاست میں اچھے اچھے عہدوں پر ممتاز رہے - اس خاندان کے ایک بزرگ کی اولاد بالکل زندہ نہیں رہتی تھی - اس نے میرے دادا سے جو بہت بڑے حکیم تھے - مشورہ کیا - انہوں نے اس کو ختنہ کرانا علاج بتلایا - اس کے بعد ان کی اولاد زندہ رہنے لگ گئی - اور اب ان کے خاندان کے ہاں نہایت پابندی کے ساتھ بچوں کے ختنے کرائے جاتے ہیں - ختنہ نہ ہونے کی صورت میں اس نازک مقام کی پوری طرح صفائی بھی نہیں ہو سکتی - اور بہت سے جرم وہاں پل کر بہت سی بیماریوں کا موجب ہو جاتے ہیں *

خواب کی حقیقت

چوتھا سوال علم تشریح الابدان سے ثابت ہے - کہ جو خیالات انسان کے دماغ میں ہوں - وہی خیالات متمثل ہو کر خواب میں نظر آتے ہیں - ایک شخص ہر وقت خدا تعالےٰ کے حضور میں رہتا ہے - تو خدا تعالےٰ کا اس کو خواب میں نظر آنا اور الہام ہونا الٰہی خیالات کی وجہ سے ہو سکتا ہے - کیا ثبوت ہے - کہ اس کو واقعی الہام ہُوا - اور اس کے خیالات کا اثر نہیں ؟ -

جواب اس سوال کے جواب کے لیئے میں آپ کو دو سال پہلے کا اپنا پہلا لیکچر بھیجتا ہوں - اس کے خاص حصوں پر جو آپ کے اسی سوال کے متعلق ہیں - نشان لگائے گئے ہیں - اگر آپ کو سارا لیکچر پڑھنے کی فرصت نہ ہو - تو آپ وہ خاص حصے پڑھ سکتے ہیں - جو چند صفحات سے زیادہ نہیں - اس جگہ بھی میں مختصر سا جواب تحریر کر دیتا ہوں - اس میں کوئی شبہ نہیں - کہ انسانی دماغ دو حصوں میں تقسیم ہے - ایک کو سب جیکٹو مائنڈ اور دوسرے کو آب جیکٹو مائنڈ کہتے ہیں - اور مشاہدات سے ثابت ہوتا ہے - کہ جس وقت آب جیکٹو مائنڈ یعنی انسان کی قوت فاعلہ مشغول ہوتی ہے اس وقت قوت منفعلہ یا متاثرہ ان ذخائر کے جمع کرنے میں لگی ہوتی ہے - جن پر آب جیکٹو مائنڈ اثر ڈال رہا ہوتا ہے - اور جس وقت انسان کی قوت فاعلہ آرام میں ہوتی ہے - اس وقت سب جیکٹو مائنڈ فارغ ہو کر اپنے وجود کو سامنے لاتا ہے - اس وقت دن کے دیکھے ہوئے نظارے باسی ہوئی باتیں انسان کے دماغ میں اس طرح چکر لگانا شروع کرتی ہیں - جیسے کہ میجک لالٹین میں تصویریں - اور ایسے وقت میں جب کہ انسان جاگنے کے قریب ہوتا ہے - یا جب کہ نیند ہلکی ہوتی ہے - اس کو وہ نظارے یاد رہتے ہیں - اسی طرح انسانی دماغ کی بناوٹ میں جب بعض دفعہ بعض خفیف قسم کے نقص پیدا ہو جاتے ہیں - تو ہسٹیریا کے

طور پر بعض نظارے انسان کو جاگتے ہوئے بھی نظر آجاتے ہیں - اور بعض دفعہ بعض آوازیں آجاتی ہیں - جن کی حقیقت کوئی نہیں ہوتی - اور اس نکتے کو جو انیسویں یا بیسویں صدی میں ثابت ہوا ہے - قرآن کریم میں سورہ نجم میں پہلے ہی بیان کر دیا گیا ہے - اور تسلیم کیا ہے - کہ ایسا ہوتا ہے - مگر ساتھ ہی ایسے ثبوت بھی بیان کئے ہیں - جن کے ذریعہ سے ایسے توہمات اور حقیقت میں فرق کیا جا سکے - یہ بات کسی قدر تفصیل سے آپ کو میرے لیکچر میں معلوم ہوگی - اسوقت مختصراً میں آپ کو بتلا دیتا ہوں - کہ جبکہ علم تشریح الابدان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے - کہ بعض دفعہ بعض انسانوں کے اندر دماغی یا اعصابی نقصوں کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے ایسا تغیر ہو سکتا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ ایسی چیز دیکھنے لگیں - جو واقعہ میں نہ ہو - یا ایسی آواز سننے لگیں - جس کا کہنے والا واقعہ میں موجود نہ ہو - یا ان کی نیند ایسی پریشان ہو جائے کہ پچھلی زندگی کے دیکھے ہوئے نظارے یا سنی ہوئی باتیں ان کے دماغ میں پراگندہ طور پر گھومنے لگیں - تو کیا ساتھ ہی اس کے کوئی ایسا ذریعہ بھی دریافت کیا گیا ہے - یا نہیں - کہ جس سے یہ ثابت ہو سکے - کہ وہ بات جو انسان نے کبھی سنی ہے یا نظارہ دیکھا ہے حقیقت ہے واہمہ نہیں - پس وہی ذرائع جن کے ذریعہ سے حقیقت اور واہمہ میں فرق کیا جا سکتا ہے - حقیقی الہام اور بیماری کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے الہاموں میں امتیاز کرنے میں مدد دے سکتے ہیں -

یہ مختصراً جواب ہیں آپ کے سوالات کے - جو خط کی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے دئے جا سکتے ہیں - اور ان دنوں چونکہ مجھے بعض تحریر کے کام ہیں - اس لئے بھی میں زیادہ تفصیل کے ساتھ نہیں لکھ سکا - امید ہے کہ جب آپ اور آپ کے دوست قادیان میں تشریف لاوینگے - تو میں زیادہ تفصیل کے ساتھ ان سوالات کے متعلق یا ایسے ہی اور سوالات کے متعلق جو آپ دریافت کرنا چاہیں بیان کر سکونگا انشاء اللہ - سردست اس رسالے سے جو میں بھجواتا ہوں - کسی قدر آخری سوال پر زیادہ مفصل جواب آپ معلوم کر سکتے ہیں -

دستخط :- حضرت خلیفۃ المسیح

بقلم رحیم بخش ایم - اے

زمیندارہ بنک

آجکل مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ غیر قوموں کی مالی ترقی کو دیکھکر یہ دل برداشتہ ہو جاتے ہیں - اور اپنے لئے دنیا ترقی چاہتے ہیں - اور اس کے لئے انہی وسائل اور اسباب سے کام لینا چاہتے ہیں - جو غیر قوموں نے اختیار کئے ہیں - یہ نہیں دیکھتے - کہ وہ اسباب ان کے لئے بحیثیت مسلمان ہونے کے جائز ہیں یا نہیں - دنیوی نفع کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ چاہتے ہیں - کہ جائز و ناجائز کے سوال کو بالائے طاق رکھا جاوے - انہیں سے ایسے لوگ جن کو دین سے تعلق ہے - کبھی کبھی دینداری کا خیال ان کے دل میں خلش کرتا ہے - جس سے انہیں یہ خیال پیدا ہوتا ہے - کہ شرعی طور پر بھی وہ اسباب جائز ہو جائیں جو درحقیقت ممنوع ہیں - وہ سوال کرتے وقت ایسے حیل سے کام لیتے ہیں - اور ایسے عذرات پیش کرتے ہیں - کہ جن سے ضرور ہی انہیں جواز کا فتوٰی .. مل جائے حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب عزیز میں ان کو ارشاد فرمایا ہے ولا تمدن عینیك الی ما متعنا به ازواجا منهم زهرة الحیاة الدنیا لنفتنهم فیه ورزق ربك خیر وابقی - سورہ طٰہٰ رکوع ۸ - ترجمہ - تو اپنی آنکھوں کو ان چیزوں کی طرف نہ لگا - جو کہ ہم نے ان کفار کو قسم قسم کی چیزیں دے رکھی ہیں دنیاوی زیب و زینت کی - جس کا انجام یہ ہوگا - انہی چیزوں کی وجہ سے یہ ہماری سزا پاوینگے جو تیرے رب نے تجھ کو حلال و طیب رزق دیا ہے - وہی بہتر اور باقی رہنے والا ہے - آجکل یہ سوال بارہا پڑھنے اور سننے میں آتا ہے - کہ زمیندارہ بنک میں شامل ہونے کی اجازت دیجائے - جس کی یہ وجہ بتائی جاتی ہے - کہ زمیندار ساہوکاروں کے آگے زیادہ سود ادا کرتے ہیں - اسمیں نہایت قلیل سود لیا جاتا ہے - پھر اس میں سود لیا ہی نہیں جاتا - بلکہ جو اسمیں شریک ہوتا ہے - اس کو سود منافع کے نام سے دیا بھی جاتا ہے - پس زمینداروں کو یہ سبز باغ دکھا کر بہت سے لوگ پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں - حالانکہ زمیندارہ بنک اور ساہوکاروں کے معاملات میں بہت بڑا فرق ہے +

اول یہ کہ ساہوکاروں سے معاملہ کرنے میں صرف ایک گناہ کا انسان مرتکب ہوتا ہے یعنی سود دینے کا - لیکن بنک میں شمولیت سے دو گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے - یعنی خود سود لینا بھی جسکے متعلق قرآن کریم میں حکم ہے - وحرم الربوا - کہ خدا نے سود کو حرام کیا ہے اور یاایها الذین امنوا اتقوا الله و ذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله - ترجمہ - اے ایماندارو خدا کا خوف کرو - اور کچھ بھی سود ہو یعنی خواہ سود کا مقدار کتنا ہی قلیل ہو - اس کو چھوڑ دو - اگر تم ایماندار ہو - یعنی اگر تم نے ایسا نہ کیا - تو مطلع ہو جاؤ - خدا اور اس کے رسول کی جنگ سے پر -

دوئم - ساہوکار سے اگر اس کی اسامی بگڑے - پھر وہ مقدمہ کرے - مقروض کی ڈگری ہو - تو اس ڈگری میں اس کا سکنی مکان کاشت کے بیل اور زمین ڈگری سے مستثنیٰ سمجھے جاتے ہیں - لیکن بنک کا اگر کوئی شخص ادا نہ کرے تو اسپر ڈگری اس کے بدن کے کپڑوں تک پر بھی ہو سکتی ہے - جس سے کوئی چیز مستثنیٰ نہیں - ساہوکار کے بگاڑ میں تو زمیندار کی ہستی قائم رہتی ہے بنک سے بگڑے - تو اس کا نام و نشان مٹ جاتا ہے -

سوئم - ساہوکار کی طرف وہی جاتا ہے جو سخت محتاج ہوتا ہے لیکن بنک کی طرف سود کی کمی اور منافع کیوجہ سے ادنیٰ اعلیٰ ضرور تو ہر لوگ اس کی طرف دوڑتے ہیں - یہ خیال کہ آجکل سود کی وجہ سے قومیں ترقی کر رہی ہیں - اگر ہم بنک کے سود کو جائز نہ قرار دینگے تو ہم بہت پیچھے رہ جاوینگے - اس خیال کو ذرا وسیع کر دیا جائے تو کیا یہ سوال نہیں پیدا ہوتا - کہ گوشت مسلمانوں کو نہایت کم ملتا ہے - اسلئے کہ بعض جانور انکے نزدیک حلال نہیں تو جس قدر فائدہ گوشت سے عیسائی بوجہ خنزیر کے استعمال کے اٹھا رہے ہیں یا جس قدر وسعت چینیوں کو سگ خوری کی وجہ سے ہو رہی ہے یا جو ارزانی کہ بھنگیوں کو مردار خوری سے ہو رہی ہے اس رزق اور وسعت سے مسلمان کیوں محروم ہیں - ایسی ہی خیال ان تمام چیزوں کے متعلق اس شخص کو کرنا چاہیئے - جو غیر قوم کے مال و دولت کو دیکھکر سود کی طرف دوڑتا ہے - ہمارے سامنے ابتک زمیندارہ بنک کی کوئی ایسی صورت نہیں پیش کی گئی جسمیں سود لینے دینے کا دخل نہ ہو - پس اسواسطے بنک میں شمولیت کے

"ہمدم" کی دو دو باتیں

"ہمارے احمدی دوست جن کو بعض لوگ غلطی یا بدنیتی سے "قادیانی" بھی کہتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ مذہبی جوش میں اسوقت کے معمولی مسلمانوں سے بدرجہا بڑھے ہوئے ہیں۔ انکو اپنے نام نہاد "پیغمبر" اسکے خلفاء راشدین اور نیز ان بزرگوں کی تعلیمات اور علم مذہبی امور میں جو شغف ہے اس کا مقابلہ یقیناً عام مسلمان نہیں کر سکتے۔

یہ کوئی تعجب خیز و حیرت انگیز امر نہیں ہے۔ اگر اسلامی تاریخ کے چند ماسبق اوراق کی ورق گردانی کی جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ موجودہ مسلمانوں کے اسلاف میں بھی پہلے ایسا ہی جوش تھا۔ اب بھی ان کا مذہب تو وہی ہے اور اس کے احکام بھی وہی ہیں۔ لیکن لوگوں کو مذہبی معاملات سے ایک مساوات سی ہوگئی ہے۔ اور دنیا کے دھندوں میں پھنس کر انہوں نے مذہب کی طرف سے لاپرواہی اختیار کر لی ہے

ہمارے "احمدی" دوستوں کو عالم وجود میں آئے ہوئے ابھی چند سال گذرے ہیں اور بمصداق "نیا بھیڑا ہرنا بکڑتا ہے" ان میں مذہبی جوش اور سرگرمی مسلمانوں سے بدرجہا زیادہ ہے۔ مسلمانوں کی موجودہ مذہبی سرد مہری سے احمدی حضرات کے جوش کا ۱۳ سو برس گذرنے کے بعد اگر اسوقت تک "مذہب" کے نام کی کوئی چیز آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رہ سکتی ہو تو مگر ہاں زیادہ مناسب ہو سکتا ہے۔ لیکن زمانہ کی موجودہ رفتار اور نوجوانان قوم کی مذہبی ناواقفیت اور بڑھتی ہوئی دہریت سے خطرہ ہے کہ شاید ایسے مقابلہ کا موقعہ ہم نہ پہونچ سکیگا۔

احمدی حضرات کے ان طریقوں اور کوششوں سے قطع نظر کیا جائے جن کا عام مسلمانوں کے سیاسی معاملات کی مخالفت میں وہ خفیہ و علانیہ اظہار کرتے رہتے ہیں۔ تو اشاعت اسلام وغیرہ کے سلسلہ میں انکی کوششیں ضرور عام مسلمانوں کے لئے باعث اطمینان ہو سکتی ہیں۔ زمانہ حال میں ممالک مغربیہ کے متعلق تبلیغ اسلام کی باقاعدہ کوشش کی ابتداء اگر دیکھا جائے تو احمدی حضرات ہی کی بلند نظری سے ہوئی ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ جس بات کو قابل قدر کہا جا سکتا ہے وہ احمدی جماعت کی طرف سے لندن میں ایک عالی شان مسجد کے قیام کی باقاعدہ کوشش ہے۔ احمدی جماعت کے لوگ بڑی فراخدلی سے اسکے لئے چندہ جمع کر رہے ہیں۔ اور ہمیں امید ہے کہ ان کا مذہبی جوش اور شغف بہت جلد لندن میں ایک عالی شان مسجد کی صورت پیدا کر دیگا جس کے لئے دنیائے اسلام ان کی شکر گذار ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ احمدی حضرات سات سمندر پار پہونچ کر اپنی تفرقہ پسندی کو ترک کر دیں۔ اور عام اہل اسلام کے لئے مسجد کے استعمال میں کوئی روک ٹوک قائم نہ کریں۔

اشاعت اسلام میں جس دوربینی و مصلحت شناسی کا احمدی حضرات کی طرف سے ثبوت دیا جا رہا ہے وہ بھی قابل داد ہے۔ مثلاً انگلستان کے نومسلموں کی فہرست میں عموماً خواتین کی تعداد مقابلۃً بہت زیادہ ہوتی ہے۔ جس سے عیاں ہے کہ احمدی مبلغین بڑی دوربینی سے اپنی کوششوں کا آماجگاہ انگلستان کی صنف نازک کو بناتے ہیں۔ اور خوشی کی بات ہے کہ یہ کوششیں نہایت خوبی سے کامیاب بھی ہوتی ہیں۔ اس کوشش کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ اگر احمدی مشن کی مرسلہ فہرستوں پر اعتماد کیا جائے تو اسی وقت انگلستان میں سینکڑوں مسلمان مسیں موجود ہیں۔ ہمارے خیال میں ہندوستان کے تعلیم یافتہ مسلمان نوجوانوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے تاکہ احمدی مبلغین کی محنتیں بارور ہونے لگیں۔ ہمیں توقع ہے۔ کہ آزاد ملک انگلستان کی خواتین پر احمدی مشن کی طرف سے وہ پابندیاں عائد نہ کی گئی ہونگی۔ جو ہندوستان میں "احمدی" لڑکیوں پر [illegible] کی جاتی ہیں کہ غیر احمدی مسلمانوں کے ساتھ انکی شادیاں ممنوع قرار دیجاتی ہیں۔

مبلغین جماعت احمدیہ میں مفتی محمد صادق صاحب کا نام بہت زیادہ مشہور ہے۔ آپ نہایت سرگرم اور پُرجوش کارکن ہیں۔ کچھ عرصہ قبل [illegible] صاحب نے اپنی ایک چٹھی میں امریکہ میں اسلام کی بڑی بے خبری ہونے کا حال ظاہر کیا جس کو پڑھنے کے بعد مفتی صاحب نے انگلستان کے مشن سے رخصت حاصل کی۔ اور تبلیغ اسلام کے لئے امریکہ روانہ ہو گئے افسوس ہے کہ امریکہ میں پہنچ کر پہلے مفتی صاحب کو دقتیں اٹھانی پڑیں اور آزادی کی دعویدار جمہوری حکومت امریکہ نے انکو اس بناء پر وعظ و لیکچر کی اجازت نہ دی کہ مذہب اسلام نے مرد کو چار بیویاں تک کرنے کی اجازت دی ہے۔

امریکہ کے حکام نے جس وجہ سے مفتی صاحب کو تبلیغ اسلام سے روکنا چاہا تھا۔ وہ یہ تھی۔ کہ مرد کا ایک سے زیادہ بیویاں کرنا اہل امریکہ کے نزدیک ناجائز ہے اور مرد و عورت کی مساوات کے منافی ہے۔ حالانکہ قدرت نے مرد و عورت میں مساوات نہیں رکھی۔ اور جن امور میں مساوات رکھی جا سکتی ہے انہیں مذہب اسلام نے عورتوں کے جتنے حقوق تسلیم کئے ہیں۔ اتنے کسی اور مذہب نے تسلیم نہیں کئے۔

امریکن حکام بذریعہ قانون ملکی مردوں کو ایک ہی عورت سے شادی کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ لیکن کوئی قانون فطرۃ انسانی کو نہیں بدل سکتا۔ چنانچہ اسی امریکہ کے سب سے بڑے مقام نیویارک سے چند روز قبل یہ برقی اطلاع شہر ہوئی ہے کہ وہاں کے ایک باشندہ مسٹر واٹسن نے علی الاعلان اس کا اقرار کیا ہے کہ انہوں نے ۲۴ عورتوں سے شادی کی۔ اور ان (۲۴) میں سے ۵ کو قتل بھی کر ڈالا اسی قسم کے ایک اور شخص کا چند سال پہلے بھی چرچا ہوا تھا۔ جس نے بہت سی عورتوں کو اپنے دام فریب میں لا کر پہلے اُن سے شادی کی۔ اور پھر ان کا مال و زر جبراً یا حیلہ حوالہ سے حاصل کر کے انکو چھوڑ دیا۔ یہ شخص چوتھائی صدی تک برابر یہی کارروائی کرتا رہا اور قانون کی زد میں آ سکا۔

ان دونوں شخصوں میں شاید مجرمانہ رجحان کا حوالہ دیا جا سکتا ہے۔ لیکن امریکہ کے تمام سیاح اسپر زور دیتے ہیں کہ وہاں آوارہ عورتوں کی تعداد نسبتاً ممالک یورپ کے بہی زیادہ ہے۔ برخلاف ازیں اسلامی ممالک میں جہاں مردوں کو ایک سے زیادہ شادیاں کر کے اپنے تقاضائے فطرت کو پورا کرنیکا موقعہ مل سکتا ہے۔ چکلوں۔ قحبہ خانوں اور آوارہ عورتوں کا نام و نشان بھی نہیں پایا جاتا۔ البتہ جو ممالک مغربی طاقتوں کے زیر اثر آتے جاتے ہیں۔ انہیں دیگر معاشرتی خرابیوں کی طرح یہ چیزیں بھی پیدا ہوتی جاتی ہیں

بعض مسلمان جن کا تناسب شاید بمشکل ۵ فیصدی ہوگا۔ اولاد یا بالغرض تعیش و تنعم کے خیال سے دو یا زیادہ بیویاں کرتے ہیں۔ مگر نہ ان کی تعداد دو درجن تک پہنچاتے ہیں۔ نہ انہیں سے کسی کو قتل کرتے ہیں۔

ہمیں ابھی اطلاع دی گئی ہے کہ مفتی محمد صادق کو امریکہ میں تبلیغ اسلام کی اجازت مل گئی ہے۔ اب ہم اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ کہ وہاں سے کتنی امریکن لیڈیوں کے قبول اسلام کی فہرست موصول ہوتی ہے۔ امید ہے کہ مفتی صاحب کو انگلستان کی نسبت امریکہ کے طبقہ نسوان میں زیادہ کامیابی حاصل ہوگی۔ کیونکہ جو ہندو سنیاسی وہاں گئے ہیں۔ انہوں نے بھی اس طبقہ میں سے بہت سی چیلیاں حاصل کی ہیں۔ جس پر ایک امریکن اخبار نے حال میں شور مچایا تھا۔ اور اپنے ہموطنوں کو "بت پرستوں کے حملہ" سے متنبہ کیا تھا۔

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ وار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

قادیان میں عمدہ موقعہ کی سکنی زمین برلب سڑک بھی مل سکتی ہے

میں نے اعلان کروایا تھا - کہ عنقریب بڑی سڑک کے اوپر کے ٹکڑے نکلنے والے ہیں - جن کی قیمت پندرہ روپیہ فی مرلہ ہو گی - وہ موقعہ تو ابھی نہیں نکلا - لیکن ایک اور نہایت عمدہ موقعہ کی زمین نکل آئی ہے - یہ زمین محلہ دارالرحمت کے شرق میں بڑی سڑک کے اوپر واقع ہے - اور دوسری طرف بھی بورڈنگ ہائی کی سڑک یعنی بابو رحمت اللہ صاحب کے مکان کے سامنے تک پھیلی ہوئی ہے ہندوؤں کا تالاب اس کے جنوب میں ہے - یہ زمین قرب کے لحاظ سے بھی اچھی ہے - اور موقعہ بھی نہایت عمدہ ہے - قریباً چوبیس کنال کے ٹکڑے قابل فروخت ہیں - قیمت حسب ذیل ہے :- اندرون محلہ کوچوں کے اوپر کے ٹکڑے فی مرلہ پندرہ روپیہ کے حساب سے تین سو روپیہ کنال دارالرحمت کے مقابل بڑی سڑک کے اوپر کے ٹکڑے فی مرلہ ساڑھے سترہ کے حساب سے ساڑھے تین سو روپیہ ۳۵۰ کنال - بورڈنگ ہائی کی سڑک کے اوپر کے ٹکڑے پچیس روپیہ فی مرلہ کے حساب سے پانچ سو روپیہ کنال - سڑک کے ٹکڑے عموماً دو کنال اور خاص صورتوں میں ایک کنال سے کم کے رقبہ میں فروخت نہیں ہونگے ۔

محلہ دارالفضل میں بھی زمین موجود ہے - قیمت ساڑھے بارہ روپے فی مرلہ کے حساب سے ڈھائی سو روپیہ کنال - رعایتی قیمت والے ٹکڑے ختم ہو چکے ہیں - محلہ دارالرحمت میں تمام قابل فروخت ٹکڑے ختم ہو چکے ہیں - ہاں سٹوروں کے لکڑ خانہ کے پاس زمین قابل فروخت موجود ہے - مگر چونکہ یہ زمین پرانی آبادی قصبہ کے بالکل قریب بلکہ ساتھ ہے - اس لئے اس کی قیمت زیادہ یعنی نسبتاً قرب و بعد کے لحاظ سے تیس اور پچیس روپیہ فی مرلہ اور سڑک کے اوپر چالیس اور پینتیس روپیہ فی مرلہ - خواہشمند احباب اپنی درخواستیں معہ زر قیمت بھجوا دیں - کیونکہ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے - کہ صرف درخواست آئی ہوتی ہے - لیکن چونکہ روپیہ نہیں آیا ہوتا - اس لئے انکار نہیں کیا جا سکتا اور اتنے میں کوئی اور صاحب قیمت ادا کر کے زمین خرید لیتے ہیں ۔

مرزا بشیر احمد - قادیان

قیمت میں رعایت یکم شوال تک صرف خریداروں کے لئے

پارہ اول بطرز یسرنا القرآن (۲ر) ۱ر
پارہ دوم " " (۲ر) ۱ر
مدارج تقویٰ تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ
اقیموا الصلوٰۃ نماز کی فلاسفی (۲ر) ۱ر
ترکیب بند تذکرۃ الاسلاف (۴ر) ۲ر
مکالمہ مسلمان و آریہ (۲ر) ۱ر
سنین تاریخ احمدی (۱ر) ۶پ
انشاء فیض منشا مضمون نویسی پر (دس) گھور
اتالیق احمدی بچوں کا دینی اخلاقی ادبی و تعلیمی رسالہ ہر سہ پرچہ ۱۹ عورتوں اور بچوں کے مفید مطلب چھ اخلاقی - ادبی و تبلیغی ناول (اصل ۱۲) ۸

لباب احمدیت (۱ر) ۶پ
سبیل روحانی مع تبلیغ ۱ر
پیسٹ پالٹیکس وغیرہ تین ضروری مضامین } ۱ر
کتب بینی احمدی نقطہ نظر سے ۱ر
نمک النک (۱ر) ۶پ
نقشہ ایشیا رنگین روغنی معہ پارچہ رول وغیرہ (۱۰ر) ۸ر
معین المبلغین طبع ثانی جس کے مفید و ضروری ہونے پر ریویو - تشحیذ - الفضل وغیرہ سب متفق ہیں (اصل ۸ر) ۷ر

ملنے کا پتہ : کتب خانہ فرید آبادی قادیان

اس سرمہ کے استعمال سے میں نے عینک لگانی چھوڑ دی

یہ سرمہ ہمہ داریدی - جو کہ مروارید اور ماہیران وغیرہ قیمتی اجزا سے تیار کیا گیا ہے - ازالہ ضعف بصارت کے لئے اکسیر ہے چار سال متواتر عینک لگانے کے بعد جب میں نے اس کا استعمال کیا - تو خدا کے فضل سے جلد ہی عینک کی ضرورت نہ رہی اور اب چھ سال سے عینک یاد نہیں - اور بھی ضعف بصارت کے بیشمار مریضوں پر خدا کے فضل سے اس کو مفید پایا ہے - ضرورتمند فائدہ اٹھائیں - قیمت فی تولہ ۳ روپیہ - خاکسار حکیم محمد الدین احمدی گوجرانوالہ

پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی

جس کے ہم مدتوں سے شائق تھے
زمرہ تاریخ و طب و علم و ادب
دل مشتاق نے کہا اٹھ کر
کام اچھا ہے نام اچھا ہے
ہے بہت ہی مفید اور دلچسپ
میں خریدار ہو گیا ہوں سلیم

آج وہ آ گیا رفیق حیات
ہمکو بھا گیا رفیق حیات
مرحبا مرحبا رفیق حیات
ہے مرادلربا رفیق حیات
ہے عجب خوشنما رفیق حیات
دل کو اب بھا گیا رفیق حیات

اپنے جسمانی و روحانی رفیق حیات کی خریداری سے ضرور فائدہ اٹھائیں قیمت سالانہ صرف ۳
المعلن : - منیجر رسالہ رفیق حیات قادیان دارالامان

ہنٹر کمیٹی کی رپورٹ پر حکومت ہند کا تبصرہ

شملہ ۱۶ مئی - گزٹ ہند کی ایک غیر معمولی اشاعت میں وہ مراسلات شائع ہوئے ہیں - جو وزیر ہند نے ہنٹر کمیٹی کی رپورٹ کے بارے میں حکومت ہند کے نام بھیجے - یا جو انہیں حکومت ہند کی طرف سے موصول ہوئے ۔

حکومت ہند نے اپنے مراسلہ مورخہ ۳ مئی میں جو فلسکیپ کاغذ کے ۲۲ صفحات پر ختم ہوا ہے - ہنٹر کمیٹی کے ممبروں کی جماعت کثیر اور جماعت قلیل کی رپورٹ پر تبصرہ کیا ہے - اور لکھا ہے کہ فسادات دہلی ابتدائیں ستیہ گرہ کی تحریک کا نتیجہ تھے ۔

احاطہ بمبئی کے فسادات

حکومت ہند نے کمیٹی کی متفقہ رائے کو تسلیم کر لیا ہے - جو احاطہ بمبئی کے بعض حصص کے فسادات کے متعلق تھی - جن میں ویرم گام اور احمد آباد بھی شامل ہیں - ان علاقوں کے فسادوں میں بہت کچھ بیرحمی اور ظلم و ستم کا اظہار ہوا - اور جن اشخاص کو مجمع کے ہاتھوں کوئی تکلیف پہنچی - ان کے ساتھ بالخصوص مسٹر مادھو لال مجسٹریٹ اور ان دو پولیس افسروں کے رشتہ داروں کے ساتھ جو نہایت بیرحمی سے مار ڈالے گئے - حکومت ہند نے ہمدردی کا اظہار کیا ہے ۔

امرتسر میں شہری انتظام چھوڑنے پر اظہار تاسف

امرتسر میں ۱۲ - اپریل تک جو سرکاری تدابیر اختیار کی گئیں - ان کے متعلق کمیٹی کے فیصلہ پر حکومت ہند نے صاد کیا ہے - اور یہ لکھتے ہوئے کہ حالت بہت ہی پیچیدہ تھی - اس بات پر اظہار تاسف کیا ہے کہ مارشل لار کے اعلان سے پہلے سول حکام کو ضرورت لاحق ہوئی - کہ وہ انتظام فوجی حکام کو تفویض کر دیں ۔

یہ صاف طور پر معلوم نہیں ہو سکا کہ شہری انتظام کو

کلیتہً چھوڑ دینے کا ذمہ دار کون تھا۔ لیکن گورنمنٹ اس بارے میں مزید تحقیقات کریگی ✦

جنرل ڈائر کی بیرحمی

ہنٹر کمیٹی کے ممبروں کے حصہ کثیر اور قلیل نے جلیانوالہ باغ کے واقعہ کے متعلق جنرل ڈائر پر جس طرح لے دے کی ہے اس کا موازنہ کرتے ہوئے حکومت ہند نے لکھا ہے۔ کہ جنرل ڈائر کو مناسب یہ تھا۔ کہ گولیاں چلانے سے پہلے مجمع کو متنبہ کر دیتا۔ صورت حالات ایسی اندیشناک نہ تھی۔ کہ اس قسم کا حفظ ما تقدم ممکن نہ تھا۔ جب مجمع منتشر ہونے لگ گیا تھا تو اس کے بعد بھی فائرنگ کو جاری رکھنا ایک ایسا فعل ہے جس کی کوئی جوابدہی نہیں ہو سکتی۔ اور پھر یہ معاملہ کی تمام مقتضیات سے بھی متجاوز ہے۔ جنرل ڈائر نے اپنے فرض کی غلط بجا آوری کی جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ افسوسناک اور بے سود نقصان جان عمل میں آیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں یقین ہے کہ جنرل ڈائر نے جو کچھ کیا نیک نیتی سے کیا۔ اور یہ سمجھ کر کیا کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے صحیح ہے اور بالآخر اس نے فسادات کو اس حد تک پھیلنے سے روکا جس کی وسعت کا اب اندازہ کرنا مشکل ہے۔ اس کے طرز عمل کا جواز صرف دائمی فوجی ضرورت ثابت کر سکتی ہے۔ جو اس کے پیش نظر حالات سے اور اسکے مفروضہ حلقہ میں رونما ہوئی۔ ایسے حالات میں جیسے کہ جنرل ڈائر کو پیش آئے۔ کسی افسر کو ایمانداری اور پوری طاقت کے ساتھ اپنا فرض بجا لانا چاہیئے۔ لیکن اسے اتنی انسانیت کا بھی ثبوت دینا چاہیئے۔ جو مقتضائے حالات ہو۔ ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ایک سخت نازک حالت کی صورت میں ایک افسر عارضی طور سے اپنے ارادے اور فیصلہ میں غلطی کر سکتا ہے۔ لیکن ہم سوائے اس کے اور کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ کہ جنرل ڈائر نے ضرورت سے بڑھ کر کام کیا۔ اور اس کا یہ تجاوز کسی معقول پسند شخص کی کارروائی سے بھی بہت بڑھ کر تھا۔ اس کے علاوہ اس نے اتنی انسانیت بھی نہ دکھائی جتنی کہ ضروری تھی۔ ہمیں اس نتیجہ پر پہنچنے سے سخت تکلیف ہوئی ہے۔ کیونکہ ہمیں جنرل ڈائر کی ممتاز خدمات جو اس نے بحیثیت ایک سپاہی کے انجام دیں۔ بھول نہیں گئیں۔ اور ہمیں اس کی وہ بہادری بھی یاد ہے جو اس نے حال کی جنگ افغانستان میں تھل کی محصور فوج کو کمک پہنچانے میں دکھائی تھی۔ لیکن ہمیں یہ حکم دینے کے سوائے کوئی چارہ نہیں کہ مذکورہ بالا فیصلہ کی اطلاع کمانڈر انچیف کو دی جائے کہ وہ اس بارہ میں جو مناسب سمجھیں کارروائی عمل میں لائیں ✦

سر مائیکل اوڈوائر کی غیر دانشمندی

سر مائیکل اوڈوائر کے اس فعل پر کہ اس نے جنرل ڈائر کے طرز عمل کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا کمیٹی کے حصہ قلیل کی نکتہ چینی کا حوالہ دیکر حکومت ہند نے خیال ظاہر کیا ہے کہ حالات کی پیچیدگی کا ہر طرح سے لحاظ کرکے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اگر سر مائیکل اوڈوائر اپنی پسندیدگی کے اظہار سے پہلے واقعات کو زیادہ تفصیل سے دریافت کر لیتا یا فائرنگ کے اسباب کو اچھی طرح جانچ لیتا۔ تو وہ زیادہ دانشمندی کا ثبوت دیتا ✦

مسٹر شفیع کی رائے

آنریبل مسٹر شفیع نے واقعات امرتسر کے متعلق کمیٹی کی جماعت کثیرہ کے فیصلہ سے اختلاف کیا اور جماعت قلیل سے عام طور پر اتفاق رائے کرتے ہوئے اس نظریہ کو صحیح تسلیم نہیں کیا کہ جلیانوالہ باغ میں جنرل ڈائر کے فعل نے پنجاب کو بچا لیا۔ اور ۱۸۵۷ء کے غدر کے اعادہ کا سد باب کر دیا۔

انکی رائے میں ۱۴-۱۳ اپریل کو یا اس سے پہلے جو فسادات گوجرانوالہ گجرات۔ لائل پور میں رونما ہوئے وہ اس جوش کا نتیجہ تھے۔ جو جلیانوالہ باغ کے واقعے سے پیدا ہوا تھا ✦

انتخاب تنے اور راستی کو چھپانے کا الزام

اس کے آگے چلکر حکومت ہند نے اپنے مراسلہ میں ان الزامات کے جواب دئیے ہیں کہ حکومت نے اس معاملہ میں انتخاب تا اور حق و راستی کو دبا دیا۔ گورنمنٹ نے اس بارہ میں ہنٹر کمیٹی کے فیصلہ کو جو اس کے خیال کی مطابقت میں تھا۔ صحیح تسلیم کر لیا ہے ✦

ضلع لاہور کے فسادات

ضلع لاہور کے فسادات اور انکی انسدادی تدابیر کے بارے میں مسٹر فائسن اور براڈوے کی تعریف کی گئی ہے کہ وہ ایک پیچیدہ حالت سے دوچار ہوئے۔

ستیہ گرہ اور مسٹر گاندھی

کمیٹی کی جماعت کثیر نے گوجرانوالہ اور بعض دیگر مقامات کے واقعات پر جو فیصلہ دیا ہے۔ اس سے اتفاق کرتے ہوئے گورنمنٹ ہند نے کمیٹی کی اس رائے پر بھی صاد کیا ہے کہ فسادات کا ایک اہم باعث یہ بھی تھا کہ رولٹ ایکٹ کے متعلق غلط فہمیاں پھیلائی گئی تھیں جماعت قلیل کا بیان ہے۔ کہ فسادات صوبہ کے اندر عقیدہ ستیہ گرہ کی نمایندگی کا نتیجہ تھے۔ یہ بیان درست ہو یا غلط لیکن ہم اپنا یہ یقین ظاہر کئے دیتے ہیں کہ تحریک ستیہ گرہ میں حصہ لینے والوں میں سے اکثر آدمیوں نے محض اس ارادہ سے حصہ لیا۔ کہ اس تحریک کو فسادات پھیلانے کے لئے کام میں لائیں۔ گورنمنٹ کا پہلے بھی یہی خیال تھا اور اب بھی یہی ہے۔ کہ مسٹر گاندھی کو دہلی اور پنجاب میں داخل ہونے کی ممانعت کا جو طرز اختیار کیا گیا تھا۔ وہ بہت بڑی حد تک قرین انصاف تھا۔ کیونکہ مسٹر گاندھی اس تحریک کے علم بردار تھے جس کا مدعا گورنمنٹ کو پریشان کرنا تھا۔

آنریبل مسٹر محمد شفیع کا اختلاف رائے

گورنمنٹ ہند تو مارشل لاء کے نفاذ و قیام کے متعلق کمیٹی کی جماعت کثیر سے متفق الرائے ہے۔ لیکن آنریبل میاں محمد شفیع نے اختلاف کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ جس حالت میں ان فسادات کی پشت پر حکومت برطانیہ کو الٹ دینے کی کوئی ایسی سازش موجود نہ تھی۔ جو مرتب ہو یا جس کی نسبت پہلے ہی سے بخت و پز کی جا چکی ہو جب پانچوں اضلاع متعلقہ کے وسیع دیہاتی علاقے بالکل امن پسند اور وفادار رہے۔ اور کوئی کھلی بغاوت نہ تھی۔ تو مارشل لاء کا اعلان قطعی غیر منصفانہ تھا۔ اسکے علاوہ جبکہ مارشل لاء کے حقیقی نفاذ سے پہلے ہی فسادات فرو ہو چکے تھے۔ تو اس کا نفاذ و قیام ہرگز قرین انصاف نہ تھا۔ اور اس کی کچھ ضرورت نہ تھی ✦

حکام کی خلاف قانون کارروائیاں

گورنمنٹ ہند اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ پنجاب میں مارشل لاء کی حکومت بعض حالات میں اس وجہ سے داغدار ہو گئی۔ کہ اسکے ماتحت اختیارات کا ناجائز استعمال اور بے ضابطہ خلاف قانون اور غیر فہم دارانہ افعال کا ارتکاب کیا گیا۔ مزید براں گورنمنٹ اس امر سے بھی متفق ہے کہ جہاں مارشل لاء میں حکام فوجی کے اعلیٰ ترین اقتدار کا اصول پیش نظر رکھا جائے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ مارشل لاء کے سب منتظم عہدہ داروں کو عملی طور پر ایسی انتظامی ہدایات بھی دیجائیں جنکی تعمیل کرکے وہ اپنے فرائض کو عمدگی سے انجام دے سکیں۔ جماعت قلیل نے سخت نکتہ چینی کی ہے اور بعض عہدہ داروں کو جنمیں سے کرنل او برائن۔ مسٹر باسورتھ سمتھ اور مسٹر جیکب خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ قصوروار ٹھیرایا ہے۔ کیونکہ ان لوگوں نے مارشل لاء کی حکومت کے دوران میں مختلف ناجائز احکام نافذ کئے تھے گورنمنٹ اسمیں جماعت قلیل سے متفق الرائے ہے اور گورنمنٹ کا خیال ہے کہ ان عہدہ داروں نے بالکل خلاف قانون کارروائیاں کیں۔ اور بعض حالات میں تو نہایت نامناسب حرکات کے مرتکب ہوئے ✦

سر مائیکل اوڈوائر کی تعریف

آخر میں گورنمنٹ ہند نے سر مائیکل اوڈوائر کی ...... کمیٹی ... خراج تحسین ادا کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے (گورنمنٹ کی رائے میں) اس خطرہ عظیم کے وقت زبردست قوت فیصلہ اور مستعدی سے کام لیا ✦

ان واقعات سے کیا سبق ملا

گورنمنٹ ہند نے اپریل ۱۹۱۹ء کے واقعات میں سے ایک نہایت اہم سبق اخذ کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ پچھلے سال جو تلخ تجربہ حاصل ہوا ہے۔ اس سے اس مسئلے کے متعلق سب شکوک و شبہات دور ہو گئے ہیں۔ اور اب جو لوگ ایسی تحریکات کے محرک ہونگے۔ خواہ ان کی نیت اس سے کچھ ہی ہو۔ وہ اس امر سے ہرگز بیخبر نہ ہونگے کہ وہ جن طاقتوں کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔ ان پر قابو نہیں رکھ سکتے ہیں۔ ان سے کام لینے کے نتائج کیا ہونگے ✦

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)